



مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ

مفتی منیب الرحمن

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے: نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”تمہاری عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت ہے، یہود نے اُن سے بغض (میں حد سے تجاوز) کیا یہاں تک کہ اُن کی والدہ ماجدہ (عقیقہ، طیبہ، طاہرہ) حضرت مریم رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھا اور نصاریٰ نے اُن سے محبت میں حد سے تجاوز کیا، یہاں تک کہ انہیں وہ مقام (الوہیت) دیا، جو درحقیقت اُن کا مقام نہ تھا، پھر فرمایا: نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے بارے میں (افراط و تفریط کے سبب) دو اشخاص ہلاک ہو جائیں گے، (ایک وہ) جو میری محبت میں حد سے تجاوز کرتے ہوئے میری طرف وہ شان منسوب کرے گا، جو درحقیقت مجھ میں نہیں ہے اور (دوسرا وہ) جو (میرے مقام کو گراتے ہوئے) مجھ سے انتہائی بغض رکھے گا (اور) اس کی مجھ سے نفرت اُسے مجھ پر بہتان تراشی پر ابھارے گی، (مسند احمد: 1376)۔“

نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام سے محبت میں اس درجہ غلو کیا کہ انہیں ”ابن اللہ“ کہا اور بعض نے اللہ تعالیٰ کی ذات اُخدیّت مطلقہ کو ”اَفَانِیْسِمُ ثَلَاثَہُ“، یعنی الوہیت کے تین اصول یا مظاہر میں تبدیل کر کے شرک کا ارتکاب کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (۱): ”اور یہود نے کہا: عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ نے کہا: مسیح اللہ کے بیٹے ہیں، یہ محض اُن کے منہ سے کہی ہوئی (بے سرو پا) باتیں ہیں، یہ اپنے سے پہلے کافروں کی سی بات بناتے ہیں، ان پر اللہ کی مار ہو، یہ کہاں اوندھے ہوئے جاتے ہیں، (التوبہ: 30)۔“ (2) ”بے شک وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا: یقیناً اللہ تین میں کا تیسرا ہے، حالانکہ ایک معبود برحق کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے اور اگر وہ اپنی ان کفریہ باتوں سے باز نہ آئے تو جو لوگ کافر ہو گئے، اُن کو ضرور دردناک عذاب پہنچے گا، (المائدہ: 73)۔“

الغرض کسی کی محبت یا نفرت میں غلو اور افراط و تفریط کے سبب انسان فکری توازن کھو بیٹھتا ہے اور عدل کا دامن چھوڑ دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اے ایمان والو! تم اللہ کے لیے انصاف کے ساتھ گواہی پر قائم رہنے والے بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس کے ساتھ نا انصافی کرنے پر برا بیختہ نہ کرے، تم (ہمیشہ) انصاف کرتے رہو اور انصاف کرنا تقویٰ کے زیادہ قریب ہے

اور اللہ ہی سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی اچھی طرح خبر ہے، (المائدہ: 8)۔

آج کل ہم اسی افراط و تفریط میں مبتلا ہیں اور جو شخص کوئی پوزیشن اختیار کر لیتا ہے، وہ اس زعمِ باطل اور خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ وہی راستی پر ہے اور اُسی کی فکر صائب ہے۔ بہت سے لوگ اپنے تئیں ہماری مسلح افواج کے محبِ صادق اور اُن کے مفادات کے امین ہیں۔ کسی درپیش مسئلے میں جی ایچ کیو یا مسلح افواج کی ادارتی سوچ کیا ہے، یہ حضرات اُس کے خود ساختہ ترجمان بن جاتے ہیں اور یہ باور کراتے ہیں کہ جی ایچ کیو کی چار دیواری کے اندر ایک لاوا پک رہا ہے۔ ہماری دانست میں یہ پاکستان کے سب سے مستحکم اور طاقتور ادارے کے ساتھ زیادتی ہے اور ایسے لوگ نادان دوست یا دوستِ نمادِ دشمن ہوتے ہیں، یہ کھلے دشمن سے زیادہ ضرر رساں ہوتے ہیں۔ والٹیر کا قول ہے: ”مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ، دشمنوں سے بچنے کا انتظام میں خود کر لوں گا۔“ اسی مقولے کے پہلے حصے ”مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ“ کو سجاد حیدر یلدرم نے اپنے ایک افسانے کا عنوان بنایا تھا۔ سو آج کل جی ایچ کیو دوستوں کے زرخیز میں ہے اور ہمارے بے حد آزاد میڈیا کا من پسند موضوع اور مرغوب روحانی غذا مسلح افواج کی ناموس کا تحفظ ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہماری بہادر مسلح افواج جو ہمارے ملک کی سلامتی کی ذمہ دار ہیں، کیا انہیں اپنی ناموس کے تحفظ کے لیے کسی اور کی مدد درکار ہے، ایسے طبقات پر جنابِ نذیر ناجی گزشتہ سالوں میں غیرت بریگیڈ کا طعنہ کتے رہے ہیں۔

میں نے عالمی میڈیا کے کسی چینل پر اس طرح کی بحثیں ہوتی نہیں دیکھیں کہ اپنے ہی ملک میں آئے روز ادارتی تصادم کو موضوعِ بحث بنایا جاتا ہو اور یہ تاثر دیا جا رہا ہو کہ سول حکومت اور مسلح افواج ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہیں، کسی بھی وقت نظام کی بساط لپیٹ دی جائے گی اور سول حکمرانوں کو گھر بھیج دیا جائے گا، وغیرہ۔ اس وقت ریاستی اداروں کا ٹکراؤ ہمارے وطن عزیز کے مفاد میں نہیں ہے، بلکہ سب اداروں کا دشمن کے مقابل ایک موقف اپنانا اور ایک پوزیشن پر ہونا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ لہذا مسلح افواج کو چاہیے کہ اپنے ان غالی مُحِبِّین کو کسی نہ کسی انداز سے شٹ اپ کال دیں اور اپنے ان نادان دوستوں سے چھٹکارا حاصل کریں تاکہ وطن عزیز میں داخلی انتشار کا یہ سلسلہ رُک جائے، کنفیوژن کا خاتمہ ہو اور ملک میں داخلی استحکام کا تاثر پیدا ہو۔

میں بار بار لکھتا رہا ہوں: ”اس طرح کے دعوے کہ دہشت گردی کے خلاف برپا جنگ میں ہم نے حتمی فتح حاصل کر لی ہے اور اب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہ فتنہ سر نہیں اٹھا سکے گا، یہ خوش فہمی یا حسین خواب تو ہو سکتا ہے، واقعاتی حقیقت نہیں ہے۔“ دہشت گردی کے واقعات میں وقفے کم یا زیادہ ہوتے رہتے ہیں، اسی طرح دہشت گردی کی شدت (Intensity) میں بھی کمی بیشی ہوتی رہتی ہے، لیکن اس کا مکمل خاتمہ آسان نہیں ہے، کیونکہ اس میں پہل کرنے کے مقام اور وقت کا انتخاب دہشت گردوں کے پاس ہوتا ہے۔ البتہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری سلامتی کے اداروں اور مسلح افواج نے بہت بڑی قربانیاں دے کر دہشت گردی اور فساد کا سد باب کرنے میں معتد بہ کامیابیاں حاصل کیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ہماری بہادر افواج دہشت گردوں پر صرف اوپر سے بمباری یا طویل فاصلے سے راکٹ چلا کر انہیں ہدف بنانے تک محدود نہیں رہتیں، بلکہ میدان میں بھی اُن کا صفایا کرتی ہیں اور اُن کے مقابل صف آرا ہوتی ہیں۔ یہ حوصلہ امریکی اور مغربی افواج میں کم پایا جاتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جدید ترین سامانِ حرب، سراغ رسانی کے وسائل اور



سپرٹیکنالوجی سے وہ ٹارگٹڈ آپریشن کر لیتے ہیں اور یہی اُن کا پلس پوائنٹ ہے۔

چنانچہ جمعہ المبارک کے روز عین اُس وقت جب لوگ نماز جمعہ کی تیاری کر رہے تھے، بلوچستان کے علاقے مستونگ میں دہشت گردی کا بڑا واقعہ رونما ہوا۔ سینٹ کے ڈپٹی چیرمین مولانا عبدالغفور حیدری کے قافلے پر دہشت گردی کا حملہ ہوا، مولانا تو اللہ کی تقدیر سے بال بال بچ گئے، لیکن اُن کے پچیس ساتھی جاں بحق ہو گئے اور بڑی تعداد میں لوگ زخمی ہوئے، اس سے معلوم ہوا کہ خطرات بدستور موجود ہیں اور ہمارا وطن دشمن کی تحریک کاری کے نشانے پر ہے، یہ سب واقعات قابلِ مذمت اور افسوسناک ہیں۔ اس سے پہلے سرحد پر چین کے قریب افغانستان کی طرف سے دراندازی ہوئی اور متعدد افراد جاں بحق ہوئے اور کئی زخمی ہوئے۔ دہشت گردی سے دنیا کی تطہیر کا دعویٰ تو امریکہ اور یورپ بھی اب تک نہیں کر سکے، حالانکہ اُن کا دعویٰ ہے کہ ہم اپنے سٹیلٹائٹس پر نصب کیمرے کی آنکھ سے زمین پر چار سٹی میٹر سائز کی چیز کو بھی دیکھ سکتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اُن اصحاب رسول میں شامل ہیں، جن کے تفسیری اقوال سب سے زیادہ ہیں۔ ایک بار حضرت سلیمان علیہ السلام اور ہد ہد کے حوالے سے بات کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ ہد ہد پرندہ سلیمان علیہ السلام کے لشکر کے آگے آگے جاتا تھا اور جہاں زیرِ زمین پانی ہوتا، وہ اُس کی نشاندہی کرتا اور حضرت سلیمان علیہ السلام وہیں اپنے لشکر کا پڑاؤ ڈالتے تھے۔ اس موقع پر ایک خارجی نافع بن ازرق نے کہا: اے مردانا! ذرا ٹھہریے، یہ تو بتائیے کہ ہد ہد کو زیرِ زمین پانی نظر آ جاتا تھا، مگر زمین پر بچھا ہوا جال نظر نہیں آتا تھا؟ حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا: کیا تو نہیں جانتا کہ جب اللہ کی قضا آتی ہے تو بصارت بھی کام نہیں کرتی۔

امریکہ کی ہوم لینڈ سیکورٹی کی طرز پر ہمیں اپنے تمام فوجی، سول، وفاقی اور صوبائی انٹیلی جنس اداروں میں مرکزیت پیدا کرنے اور انتہائی مخفی ہاٹ لائن قائم کرنے کی ضرورت ہے، انٹیلی جنس شیئرنگ کے ساتھ ساتھ ایک مرکزی قیادت کی بھی ضرورت ہے۔ نیشنل کاؤنٹر ٹیرازم اتھارٹی یعنی ”قومی ادارہ برائے سہِ جارحیت“ اسی مقصد کے لیے قائم کیا گیا تھا، لیکن بوجہ یہ فیض رساں ثابت نہیں ہوا یعنی ڈیلپور نہیں کر سکا۔ ہمارے مقتدر اعلیٰ دفاعی اور سول دماغوں کو ایک بار پھر مل بیٹھنے کی ضرورت ہے اور جن وجوہ کی بنا پر نیکلا فعال نہیں ہو سکا، اُن کے ازالے کی ضرورت ہے اور یقیناً ایک سینئر فارکمانڈ اینڈ کنٹرول کی بھی ضرورت ہے، جو چوبیس گھنٹے فعال رہے۔ اس کے لیے اگر کچھ ذہین دماغوں کو معروف بین الاقوامی اداروں میں تربیت دلانے اور جدید آلات سراغ رسانی کی ضرورت ہے، تو اُس سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ دہشت گرد انتہائی سنگدل ہوتے ہیں، بے قصور بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کو نشانہ بنانے پر بھی اُن کی انسانیت اور آدمیت نہیں جاگتی۔ شقاوت، قساوت اور جذبہ انتقام اُن کے دل و دماغ پر اس قدر حاوی ہوتا ہے کہ رحم اُن کے دلوں سے نکل جاتا ہے، وہ اپنے دفاع کے لیے بے قصور انسانوں کو ڈھال کے طور پر استعمال کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ لہذا ایسے شیطان صفت اور ابلیسی ذہن اور رویوں کے حامل لوگ کسی رُوعایت اور ترحم کے مستحق نہیں ہیں، ان کے خلاف تمام انسانی، سائنسی، ماڈی و مالی وسائل کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

(روزنامہ دنیا، 15 مئی 2017ء)